Mirpur Islamicus
ISSN: 3007-4622 (P), 3006-3345(E)
MIRPUR ISLAMICUS JOURNAL OF RELIGIOUS AND SOCIAL STUDIES

ڈاکٹر اسرارؒ کی منتخب تالیفات کا عصری افادیت کے پہلوؤں سے تجزیاتی مطالعہ

ANALYTICAL STUDY OF SELECTED WORKS OF DR. ISRAR FROM THE ASPECTS OF CONTEMPORARY USEFULNESS

1. *Aqsa Qureshi*
aqsaqureshi@gmail.com
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University, D.I Khan, KPK.

2. *Dr. Abdul Rashid Qadri*
drirrc2010@gmail.com
Associate Professor, Departmentof Arabic and Islamic Studies,The University of Lahore, Punjab.

Vol. 01, Issue, 01, July-Dec 2024, PP:1-11
OPEN ACCES at: www. mirpurislamicus.com

Article History	Received	Accepted	Published
	18-10-24	03-11-24	30-12-24

Abstract

Dr. Israr Ahmed is famous as a great thinker, intellectual and reformer, he has done academic, teaching and religious services in promoting Islam. It has been discussed. He established an organization called "Anjaman Khudam Al-Qur'an". In his compilations, Dr. Sahib presented solutions to all problems and difficulties from a contemporary perspective. To strengthen one's relationship with the Holy Qur'an, to make one's faith and righteous deeds the goal and center of one's life, to define oneself with the teaching of the Qur'an and to seek forgiveness and repentance from the Lord of the Universe for past mistakes, the only solution to contemporary unrest and unruly behavior is to follow the system of government instead of the method of change. To correct it according to the Islamic structure, to implement the system of the Islamic religion immediately, to make the Quranic ideas and knowledge public and to spend all our abilities for this purpose, to consider the Quranic invitation and preaching as the real goal of our lives and to spread what we have learned immediately. Teaches practical inquiry. Apart from this, Dr. Sahib stated that the main cause of contemporary problems and

CC BY

difficulties is distance from the Holy Quran and correcting one's situation with one's thoughts instead of Islamic teachings and neglecting justice, patience and righteousness in individual and collective affairs. The flag of Islam can be raised only through collective justice.

***Key Words**: Quranic Ideas, Justice, Religion Immediately, Islamic structure, Holy Quran, Government, Contemporary Problems.*

موضوع کا تعارف:

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا شمار برصغیر کے عظیم مفکر، مصلح، معاشرہ کو خواب غفلت سے جگانے والے اور عبقری (Intellectual) شخصیات میں ہوتا ہے آپ برصغیر ہندو پاک میں پیدا ہوئے اور تحریک پاکستان کے محرکات اور چشم دید حضرات اور اس تحریک کے ہراول دستہ میں سے تھے اور عرض پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد پاکستان کی طرف اولین ہجرت کرنے والوں میں شامل تھے۔ میڈیکل کی تعلیم کے دوران ڈاکٹر صاحب اسلامی جمعیت طلباء کے رکن رہے اور ایم بی بی ایس مکمل کرنے کے بعد مولانا مودودیؒ کی قائم کردہ جماعت اسلامی پاکستان میں شامل ہوئے۔ بعد میں جماعت اسلامی سے علیحدہ ہو گئے۔

ڈاکٹر صاحب فکری لحاظ سے علامہ اقبال، ڈاکٹر رفیع الدین، ابوالاعلی مودودی، حمید الدین فراہی، امین احسن اصلاحی، شیخ الہند اور مولانا شبیر احمد عثمانی سے بہت متاثر تھے، چنانچہ موصوف کی فکر و منہج پر ان حضرات کا بڑا اثر رہا۔

ڈاکٹر صاحبؒ نے تحریر اور تقریر کی سطح پر بہت کام کیا ہے۔ اس موضوع پر ایک عظیم مواد تحقیق و جستجو اور ہماری رہنمائی کے لئے دستیاب ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ مرحوم کی اپنی تصانیف ایک صد کے قریب ہیں۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر صاحب کے جاری کردہ تین جرائد بھی ہیں:

(1) ماہنامہ میثاق

(2) سہ ماہی حکمتِ قرآن

(3) ہفت روزہ ندائے خلافت۔

مزید یہ کہ ڈاکٹر صاحب کے آڈیو خطابات بزبان اردو اور انگریزی کا ایک عظیم خزانہ موجود ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی انہی خدمات کو دیکھتے ہوئے علمی اختلافات سے قطع نظر بلاشبہ ڈاکٹر صاحبؒ موصوف کو بیسویں صدی عیسوی کے تحریر و تقریر اور بالخصوص درس قرآن کے میدان کا "مجدد" کہا جا سکتا ہے۔

تعارف:

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے آباء واجداد کا تعلق یوپی کے ضلع مظفر نگر سے تھا اور وہ وہیں آباد تھے۔ ۱۸۵۷ء میں تحریک آزادی میں حصہ لینے کی وجہ سے آپ کے دادا کو انگریز سرکار کی طرف سے عتاب کا اندیشہ تھا لہٰذا وہ اپنے خاندان کے ساتھ ہجرت کر کے مشرقی پنجاب آ گئے۔ ڈاکٹر صاحبؒ کی ولادت ۲۶ اپریل ۱۹۳۲ء کو مشرقی پنجاب کے ایک قصبہ حصار میں ہوئی۔

ڈاکٹر صاحبؒ بچپن ہی سے انتہائی حساس مزاج کے حامل تھے اور اللہ نے انہیں کم عمری میں ہی شعور کی دولت عطافرمائی تھی۔ چنانچہ ۱۹۳۸ء میں جب اُنہیں علامہ اقبال کے وصال کی خبر ملی تو اُنھوں نے اسے ایک ذاتی صدمے اور قومی نقصان کے طور پر محسوس کیا جبکہ ان کی عمر صرف چھ برس تھی۔ علامہ اقبال سے دلی لگاؤ کا عالم یہ تھا کہ محض ۱۰ برس کی عمر میں اُن کی اردو شاعری کے پہلے مجموعہ "بانگ درا" کا مطالعہ مکمل کر لیا۔

ڈاکٹر اسرارؒ کی دینی خدمات:

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی دینی خدمات کے کئی پہلو ہیں، ان کی فکر کی بے شمار جہات ہیں، جنہوں نے معاشرہ کے مخصوص طبقہ کو فیض یاب کیا، ان کی فکری تشکیل میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے تصورات دین نے بنیادی کردار ادا کیا۔ لیکن انہوں نے یقینی طور پر اس فکر کے بہت سے خلا پر کیے اور بہت سے نئے گوشے آشکارہ کیے۔ ان کی تمام جدو جہد، حرکت و عمل اور تنظیم و تحریک کا محور قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی تفہیم اور توضیح و تفسیر کا خصوصی ملکہ عطافرمایا، گویا قرآن کو ان کی زبان پر آسان کر دیا تھا۔ ان کے دروس قرآن تبحر علمی کا مظہر تھے، جن کی بدولت ان کے نظریات اور فکر کا غلغلہ نصف صدی سے زائد تک پوری دنیا میں برپا رہا اور بلاشبہ قرآن حکیم کے بیان میں ان کا کوئی ثانی اور مد مقابل نہ تھا۔ ان کی فکر کا منبع و ماخذ کل کا کل قرآن تھا۔

ڈاکٹر صاحبؒ کا نظریہ یہ تھا کہ ایمان حقیقی کی دولت سے منور ہو کر ہی اسلامی فکری تحریک کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے اور اسی کی بدولت ہی اجتماعی اور مؤثر تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اپنی انفرادی زندگیوں میں اسلام کے احکام پر مکمل طور پر عمل پیرا ہو جائے اور معاشرت و معیشت کو اسلامی خطوط اور سانچے میں ڈھالا جائے۔ اس کا اگلا جزء یہ ہے کہ اس نعمت مترکبہ صالحین کی صحبت اور تعلق کے علاوہ اعمال صالحہ سے حاصل کی جاسکتی ہے، البتہ ایمان حقیقی کے حصول کا مؤثر ترین ذریعہ قرآن حکیم ہے اور "صالحین" کی صفات بھی قرآن حکیم ہی پیدا کرے گا۔ لہٰذا قرآن کی طرف رجوع کیے بغیر ایسی جماعت کا تصور ناممکن ہے، جو صالحین پر مشتمل ہو، جو کہ اسلامی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت بنیں گے۔

ڈاکٹر صاحبؒ کو اس بات کا بھی شعوری ادراک تھا کہ امت مسلمہ کے زوال کی اصل وجہ قرآن حکیم سے دوری ہے۔ جب امت نے قرآن کے پیغام کو فراموش کر دیا تو وہ فقہی، مسلکی اور فروعی مسائل میں الجھ کر رہ گئی۔ یوں اختلافات کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی گئی۔ قرآن سے امت کا تعلق محض ایک مقدس کتاب سمجھنے، حصول ثواب اور ایصال ثواب تک محدود ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحبؒ نے عظمت قرآن کو اجاگر کیا اور اس بات کو باور کرایا کہ قرآن مجید کی صورت میں امت مسلمہ کے پاس کتنی عظیم نعمت موجود ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کا زندہ و جاوید معجزہ ہے۔ پھر انہوں نے تفصیل سے "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" کے عنوان سے تقاریر کیں، جو بعد میں باقاعدہ کتابی شکل میں وسیع پیمانے پر شائع کی گئیں۔ اس اشاعتِ عام کا مقصد امت کو قرآن حکیم کی طرف ہر پہلو کے اعتبار سے راغب کرنا تھا تاکہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ ساتھ اس کو سمجھنے کی طرف بھی متوجہ ہو۔ یہ بلاشبہ ایک لاجواب تحریر ہے۔ اس کتابچے کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہوئے۔ جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کو قرآن کی طرف راغب کرنے کے لیے ڈاکٹر صاحبؒ نے حضور ﷺ کے فرمان کی عملی عکاسی کا اظہار کیا اور زندگی اس پر گزار دی۔

" خيركم من تعلم القرآن وعلمه"

"تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو قرآن کو سمجھیں اور دوسروں کو اس کی تعلیم دیں۔"

ڈاکٹر صاحبؒ نے چودھویں صدی ہجری کے عظیم مجدد، مجاہد اور رجل عظیم شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کے درج ذیل قول سے تقویت حاصل کی اور اسے بہت عام کیا۔ حضرت شیخ الہندؒ فرماتے ہیں:

" میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے۔ ایک ان کا قرآن کا چھوڑ دینا، دوسرا آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔ اس لیے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کردوں کہ قرآن کریم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے، بچوں کے لیے لفظی تعلیم کے مکاتب بستی بستی عام کیے جائیں، بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لیے آمادہ کیا جائے، اور مسلمانوں کے باہمی جنگ وجدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔"

ڈاکٹر صاحبؒ کو اس تشخیص پر کامل یقین تھا، لہٰذا انہوں نے اپنی زندگی قرآن کریم کی نشر و اشاعت کے مبارک کام میں کھپا دی۔ ان کی اس تشخیص کو مزید تقویت بیسوی صدی عیسوی کے عظیم فلاسفر علامہ اقبالؒ کے افکار سے حاصل ہوئی۔ وہ زمانۂ طالب علمی سے ہی علامہ اقبالؒ کی فکر سے متاثر تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علامہ اقبالؒ کے افکار آپ پر آشکارا ہوتے گئے۔ چنانچہ وہ خود علامہ اقبالؒ کی عظمت کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

" چنانچہ ان کے اشعار تو ایمان ویقین کے کیف و سرور، محبتِ الٰہی اور عشق رسول ﷺ کے سوز و گداز اور جذبۂ جوش ملی سے مملو ہیں ہی، ان کے 'خطبات' بھی در حقیقت وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر مطالعۂ قرآن حکیم ہی کی ایک کوشش کا مظہر ہیں جس کے ذریعے علامہ مرحوم نے جدید ریاضیات وطبعیات اور فلسفہ ونفسیات کا رشتہ قرآن حکیم کی اساسی تعلیمات کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس کے بغیر دورِ حاضر میں دین ومذہب کی گاڑی کا آگے چلنا محالِ مطلق ہے۔"

ڈاکٹر صاحبؒ علامہ اقبالؒ کے اشعار کے ذریعے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو یہ پیغام بھی دینا چاہتے تھے کہ قرآن کی قوت تسخیر اس قدر شدید ہے کہ مغرب ومشرق کے فلسفوں کا ماہر بھی اس کے سامنے ہیچ ہے۔ یہ فقط مذہبی ذہن کے لوگوں کو ہی متاثر نہیں کرتا بلکہ علامہ اقبالؒ جیسا مغربی دنیا کے علوم سے فیضیاب ہونے والا فلسفی بھی قرآن کی عظمت کا قائل ہے۔ وہ اقبالؒ کو بہت بڑا ترجمان القرآن سمجھتے تھے بقول ڈاکٹر صاحب:

" واقعہ یہ ہے کہ میرے نزدیک اس دور کا سب سے بڑا ترجمان القرآن اور سب سے بڑا داعی الی القرآن علامہ اقبالؒ ہے۔ اس لیے کہ قرآن مجید کی عظمت کا جس گیرائی اور گہرائی کے ساتھ احساس علامہ اقبالؒ کو ہوا میری معلومات کی حد تک اس درجے عظمت کا انکشاف کسی اور انسان پر نہیں ہوا۔ جب وہ قرآن مجید کی عظمت بیان کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ ان کی دید اور ان کا تجربہ ہے۔"

ڈاکٹر صاحبؒ اس اعتبار سے انتہائی خوش قسمت انسان تھے کہ انہیں ایسے رفقاء اور اساتذہ میسر آئے، جنہوں نے فکری اور نظریاتی اعتبار سے ڈاکٹر صاحبؒ کو جلا بخشا اور بعض آزاں ان کی فکر اور سوچ کو عام طبقہ تک پہنچانے کے لیے ایسے رجال کار میسر

آئے، جنہوں نے ڈاکٹر کے پر مغز بیانات کو، جو کہ قرآنی علوم کا منبع اور نچوڑ ہوتے، انہیں جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے محفوظ کیا، جو کہ بعد میں دعوتی اعتبار سے ہر طبقہ اور ڈاکٹر صاحبؒ کے سوچ، فکر اور نظریات کے پرچار میں معین ثابت ہوئے۔ان کے ذریعے لاکھوں انسان نورِ قرآنی سے مستفید ہو رہے ہیں۔ انہی کے بدولت ڈاکٹر کے خطبات کو کتابی صورت میں اب پیش کیا جارہا ہے، چنانچہ ذیل میں ڈاکٹر صاحب کی چند اہم کتب کی عصری معنویت کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے گئی، تاکہ ڈاکٹر صاحبؒ کے پردہ کرنے بعد بھی ان بیانات اور کتب کی افادیت اور معنویت کی آگاہی حاصل ہو۔

تالیفات کی افادیت کے پہلو:

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی اکثر تالیفات اُن کا تقاریر کا مجموعہ ہے، جن میں ڈاکٹر صاحب نے اُمت کو جہاں قرآن کریم کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کی تعلیم دی ہے اور ہر مسلمان پر حسب صلاحیت اور حسب استعداد قرآن علوم اور مقاصد کے حصول پر زور دیا، یعنی ہر مسلمان پر لازم ہے کہ قرآن کریم کے پاک حقوق کا ادا کرنے اور اُن کے ذریعے اپنی زندگی سنوارنے کی کوشش کرے۔ وہ پانچ حقوق ایمان و تعظیم تلاوت و ترتیل وتذکر وتدبر، حکم اقامت اور تبلیغ و تبیین ہیں۔ یعنی اسے مانا جائے، پڑھا جائے، سمجھا جائے، اس پر عمل کیا جائے اور دوسروں تک پہنچایا جائے۔ انہی حقوق کا تذکرہ ڈاکٹر صاحبؒ نے اپنی کتاب ”مسلمانوں پہ قرآن مجید کے حقوق“ میں نہایت عمدگی کے ساتھ واضح کیے ہیں۔

”یہ مضمون دراصل ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی ایک تقریر پر مبنی ہے جو جنوری 1968ء میں دو جمعوں میں جامع مسجد خضراء لاہور میں کی گئی۔ اس تقریر کا مقصد بالکل واضح ہے۔ کہ مسلمانوں کو رجوع الی القرآن کی دعوت دی جائے۔“

مندرجہ بالا تمام حقوق کو ڈاکٹر صاحب نے نہایت واضح اور آسان انداز سے الگ الگ قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کی روشنی میں بیان کیا۔ ڈاکٹر نے اولاً قرآن کریم سے اپنے تعلق کو ایمان لانے کے اور دل کی گہرائیوں کے ساتھ تسلیم کرنے کی ضرورت پر زور دیا، جس کا نتیجہ یہ مرتفع ہوتا ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے اور اس کی سمجھ بوجھ اور اسرار و رموز سے واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کے بعد ڈاکٹر صاحب نے اس کی بنیادی حقیقت کو واضح کیا۔

موجودہ حالات کے درستی اور قرآن مجید:

قرآن کریم کا پہلا حق جو اہل اسلام پر لازم ہے وہ زبان سے اقرار کرتے ہوئے ایمان لایا جائے کہ یہ اللہ کی کتاب ہے۔ جو آپ پر جبرائیل کے ذریعے نازل ہوئی۔ ایمان کا حقیقی تقاضا یہ ہے کہ اس پر پختہ یقین دل میں پیدا ہو جائے تبھی قرآن کی عظمت دل میں پیدا ہو گی۔ آپ کا تعلق قرآن کے ساتھ بلکل ایسا ہی تھا یعنی گہرا یقین کہ یہ کلام اللہ کا ہے، اسے ڈاکٹر صاحبؒ نے ”ایمان و تنظیم“ کا نام دیا ہے۔ موجودہ احوال کی درستی کے لیے واحد ذریعہ قرآن مجید سے تعلق کو مضبوط کرنے سے ہے، ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

”ڈاکٹر صاحب نے موجودہ مسلمانوں کے حال کو اس کے بلکل برعکس قرار دیا کہ ہمارے دل قرآن پر یقین سے خالی ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے دلوں میں اس کی عظمت نہیں اور نہ اس میں غور فکر کہ امادگی ہے۔ نہ ہمیں کبھی اس بات کا خیال آیا کہ اسے زندگی کا لائحہ عمل بنایا جائے۔“

یہ ہمارے یقین اور ایمان کی کمزوری ہے۔ اسے سمجھتے ہیں جس کا زندگی کے معاملات سے متعلق نہیں یا ایسی کتاب جس

سے زندگی کے تمام معاملات سے متعلق پاسکتے ہیں۔ اس کی تلاوت کے ساتھ اس پر غور و فکر کرنے کی زیادہ ضرورت ہے، نیز قرآن مجید کو سمجھے بغیر پڑھنے سے عین ممکن ہے کہ انسان تحقیر و توہین کا مجرم گردانا جائے۔ دور حاضر اور تدبر قرآن کی ضرورت پر زور دیکھ یوں دیا۔

"اصحاب ہمت اور ارباب عزیمت کی ایک بڑی جماعت اپنے آپ کو پوری طرح کھپا کر تدبر قرآن کی شرائط کو پورا کرتے ہوئے معروف اصطلاحات اور جدید استعلال کے ذریعے کو لوگوں کے سامنے روشن کر دینے شدید ضرورت ہے۔"

یعنی یہ وقت کی ضرورت ہے کہ قرآنی علوم کی حقیقت اور افادیت کو عام کرنے کے لیے اس میں غور و خوض کیا جائے اور اسے کے مفاہیم اور فوائد و ثمرات سے امت کو آگاہ کیا جائے، موجودہ احوال کی درستی میں یہ عمل معین و مددگار ثابت ہوگا اور اُمت کو راہ خدا پر چلنے اور اپنے احوال سنوارنے کا عمدہ ذریعہ بنے گا۔

عمل قرآنی احوال کی درستی کا ذریعہ:

قرآن پر عمل کیا جائے۔ قرآن کو ماننا، اس کا پڑھنا اور اس کا سمجھنا سب فی الاصل عمل ہی کیلئے مطلوب ہیں۔ قرآن نہ جادو منتر کی کتاب ہے پڑھ لیا اور دفع بلیات کیلئے کافی ہو گیا نہ ہی محض حصول برکت کیلئے ہے نہ ہی محض تحقیق و تدقیق کا موضوع ہے بلکہ یہ تو حدی گلناس یعنی لوگوں کیلئے رہنما کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے متعدد کتب میں اسی امر کی نشاندہی فرمائی ہے اور جسے ڈاکٹر صاحب نے حق حکم و اقامت کا نام دیتے ہیں۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قرآن مجید پر عمل حکم بما انزل اللہ اور اقامت ما انزل من اللہ قرآن کا وہ حق ہے ہر مسلمان پر اس کی انفرادی حیثیت میں اور پوری امت مسلمہ پر اجتماعی اعتبار سے عائد ہوتا ہے۔ جس کی ادائیگی کی فکر ہمیں اجتماعی اور انفرادی طور پر کرنی چاہیے۔"

بحیثیت مؤمن کے ہمارا یہ دینی فریضہ ہے کہ قرآن حکیم کی روشنی کا عام کرنے کے ساتھ اس کے تقاضوں کے ساتھ خود کو پیوستہ کر لیا جائے۔ باہمی تعلقات، متحد نظریات اور اجتماعیت کی جانب متوجہ ہوا جائے اور گروہ بندی چاہے کسی بھی درجہ کی ہو، اس کا رستہ روکا جائے، جو کہ اتحاد و یگانگت سے ہی ممکن ہے، ڈاکٹر صاحب اسی اہمیت پر زور دیتے رہے۔

قرآنی تعلیمات کا پرچار:

ڈاکٹر صاحبؒ متعدد قرآنی لیکچر دیتے۔ ہر لیکچر کے بعد اہل فکر و دانش کا ایک پینل اس علمی موضوع سے متعلق سوالات کرتا، ڈاکٹر صاحبؒ ان کی وضاحت کرتے۔ یہ پینل مختلف مکاتب فکر کے جید علماء، جدید فکر کے حامل اہل فکر، وکلاء اور صحافیوں پر مشتمل ہوتا۔ ۱۹۸۹ء میں منعقد ہونے والے محاضرات قرآنی کا موضوع "اسلام کا نظام حیات" تھا۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے اسلام کا روحانی و اخلاقی نظام، اسلام کا معاشرتی نظام، اسلام کا سیاسی نظام اور اسلام کا معاشی نظام پر مفصل گفتگو فرمائی۔ ڈاکٹر صاحبؒ قرآن کریم کی تعلیمات کے پرچار کو عام کرنے پر زور دیتے رہے اور اس عظیم الشان فرض میں تساہل کے نقصانات سے بھی امت کو آگاہ کرتے رہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ رقم طراز ہیں:

"اس مقدس اور عظیم الشان فرض کی ادائیگی کی جو ذمہ داری امت مسلمہ پر عائد ہوتی ہے کہ اس کا متن اور اس کا مفہوم تمام عالم تک پہنچائیں مگر صورت حال یہ ہے کہ جس امت کو یہ ذمہ داری دی گئی تھی آج اس کی محتاج ہے کہ خود اسے قرآن پہنچایا جائے۔"

ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنی تقریروں میں نہایت شد ومد کے کلامِ الٰہی کے اس حق کی وضاحت کرتے رہے ،آپؒ نے قرآن کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے پر زور دیا، نیز اس امت کا ہر فرد اپنی اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق اس فرض کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے۔رحمت عالم ﷺ کے الفاظ" بَلِّغُوا عَنِّي وَ لَوْ آيَةً" سے یہ بات ثابت ہوتی ہے، کہ اس ذمہ داری سے کوئی بھی بری نہیں۔اس لیے ڈاکٹر صاحبؒ اس بات کی تبلیغ کرتے کہ ناظرہ پڑھ کے وہ دوسروں کو ناظرہ پڑھائے۔جو حافظ ہے۔وہ دوسروں کو یاد کروائے، جسے ترجمہ آتا ہو وہ دوسروں کو ترجمہ پڑھائے۔یہ سب تبلیغ قرآن میں شامل ہے۔

عدل اجتماعی اور خلافت کے قیام پر زور:

ہم ایسے دور ایسے حالات میں جب مسلمانوں کے پاس سارے وسائل وذرائع بہترین نباتات بہترین معدنیات، تیل کے ذخائر سبھی کچھ ہی موجود ہے سوائے عزت کے، اس دور میں مسلمانوں کے کرنے اصل کام توبہ کے ساتھ عدل کا قیام ہے، جس کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوسکتی ہے اور مسلمانوں کا ذلت ورسوائی اور مظلومیت سے چھٹکارا حاصل ہو سکتا ہے۔جو کہ محض ناانصافی اور نافرمانی کی وجہ سے مسلمانوں کا مقدر بن چکی ہے۔مسلمان ظلم کی چکی میں پستے چلے جارہے ہیں۔ڈاکٹر صاحبؒ اصل محرک اور وجہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"امت مسلمہ کا یہ جرم ہے کہ اس امت نے زمین کے کسی حصے پر اللہ کا دین قائم کر کے حجت قائم نہیں کہ دنیا کو دکھائیں کہ اسلام کا نظام عدل اجتماعی جو محمد نے دیا وہ کیسا تھا، نیز امت پر لازم ہے کہ شریعت کی پوری پابندی خود پر لازم کرلیں اور عملاً مکمل اسلام میں داخل ہو جائیں۔اس کے علاوہ اسلامی نظام کے قیام میں عملی جدوجہد کریں اور اس کے ساتھ استقامت اور کامیابی کے لیے رب کائنات سے دعا مانگیں۔"

توبہ کی اہمیت اور حقوق العباد:

ایسے حالات میں جب مسلمانوں کے پاس سارے وسائل وذرائع بہترین نباتات بہترین معدنیات، تیل کے ذخائر سبھی کچھ ہی موجود ہے سوائے عزت کے، اس دور میں مسلمانوں کے کرنے کا مسلمان کی توجہ کا مستحق اصل کام ڈاکٹر صاحب کے نزدیک اجتماعی اور انفرادی توبہ ہے۔اس کے ذریعے سے ہی اللہ کو راضی کر کے اس ذلت ومسکنت سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے جو اس وقت امت پر تھوپ دی گئی ہے۔ حقیقی توبہ کی تاثیر اور اس کے فلسفہ پر کلام کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:

"توبہ کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ توبہ کی اصل حقیقت انسان سے خطا ہو جائے اور اس سے کہا جائے کہ بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں اور سزا اصل کے رہے گی تو اس طرح اصلاح کا کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوگا۔اصلاح کیلئے قوت ارادی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلام نے اس قوت ارادی اور اصلاح کے جذبے کو زندہ رکھنے کیلئے توبہ کا دروازہ کھلار کھا تاکہ انسانوں میں امید باقی رہے۔"

جس طرح انفرادی توبہ وقت کی ضروت ہے، اسی طرح اجتماعی توبہ بھی وقت کی اہم ضرورت ہے، جس کی وجہ سے ہم ذلت کی اتاہ گہرائیوں میں گرتے چلے جارہے ہیں۔انسانی حاکمیت پر مبنی دستور، نظام معیشت سود وجوئے پر ہونا، بے حیائی و فحاشی اور بے پردگی کا عام ہونا وغیرہ وغیرہ انفرادی توبہ کے ساتھ اجتماعی توبہ کو بھی ضروری قرار دیتے ہیں، اسی وجہ سے ڈاکٹر صاحب اجتماعی توبہ کی دعوت و تلقین کرتے ہیں۔

"صحیح توبہ یہ ہے کہ زندگی میں جو حرام اشیاء ہیں انہیں فوراً نکالیں۔امکانی حد تک اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ تنہائی

میں اللہ سے گڑگڑا کر معافی مانگی جائے دعا مانگی جائے خلوص دل دے، پکا ارادہ کر لیا جائے کہ اے اللہ اب بقیہ ازندگی جتنی بھی ہے اس میں اپنی توانائیاں، توتیں اور صلاحیتیں سب تیرے دین کی تبلیغ میں لگاؤں گا۔"

اس کے ساتھ ڈاکٹر صاحب حقیقی توبہ اور توبہ کے فلسفہ وحقیقت کو بھی واضح کرتے رہے، یعنی توبہ دراصل معصیت سے اطاعت کی طرف پلٹنا اور گناہ سے نیکی کی شرط کہ حقیقی پچھتاوا ہو، دوسری شرط عزم مصمم ہو کہ آئندہ یہ کام نہیں کروں گا جبکہ تیسری شرط بالفعل اس بدی کو چھوڑ دیا جائے اور عمل صالح کی روش اختیار کی جائے۔ یہ شرائط حقوق اللہ سے متعلق ہیں اگر معاملہ حقوق العباد کا ہو تو انسانی شرط کہ دوسروں کے نقصان کی تلافی کی جائے، توبہ محض زبانی نہیں ہونی چاہیے۔

حقیقی نجات کا واحد ذریعہ:

ایمان عمل صالح، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر ایک جانب نجات کے ناگزیر لوازم ہیں تو دوسری جانب خود باہم لازم وملزم ہیں بلکہ ان چاروں یہ علیحدہ علیحدہ قدرے گہرائی میں اتر کر غور کرنے سے جو حقیقت منکشف ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ چاروں ایک ہی وحدت کے ناقابل تقسیم پہلو ہیں اور ایک ہی کل کے اجزائے غیر منفک ہیں گویا ایمان اگر حقیقی ہو جائے تو لازم تواصی با لحق پر منتج ہو گا اگر تواسی بالحق واقعی اور حقیقی ہے تو تواصی بالصبر کا مرحلہ لازم ہو گا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے مختلف تقاریر، خطبات اور کانفرسوں میں اسی بات پر زور دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

"قرآن کریم کے سورتوں میں سہل ممتنع کی کیسی عظیم الشان مثالیں مذکور ہیں، جو اپنی ظاہری سلاست اور سادگی کے پردوں میں علم وحکمت کے کتنے قیمتی خزانے پوشیدہ رکھے ہوئے ہے۔"

داعیانہ اسلوب اور مخاطبین کے مزاج اور احوال وپس منظر کو ملحوظ رکھا گیا اور نہایت اعلی انداز میں اشیاء کی حقائق کو قرآن واضح کرتا چلا جاتا ہے، جہاں ایک دعوت تو وہیں غور وفکر کی تلقین اور سابقہ اقوام کے قصص سے عبرت حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ زندگی کو رب کائنات کے طریقہ کے مطابق بسر کرنے کا ہمیں حکم ملتا ہے۔ اس لیے ڈاکٹر قرآن مجید سے خود کو ملانے اور اُس کے احکام اور نبی رحمت ﷺ کے احکام پر من جملہ عمل کرنے پر اُبھارتے رہے اور دین میں نظام محمدی ﷺ کے قیام کے لیے عملی کاوشیں کیں۔

اسلام میں عورت کا مقام اور عصر حاضر:

ڈاکٹر صاحبؒ نے اکثر خطبات میں معاشرتی بے راہ روی کا تجزیہ وتشخیص پیش کیں، وہیں اسلام میں عورت کے حقیقی مقام کی نشان دہی بھی فرمائی، بالخصوص یورپ میں عورت کو آزادی سے متعلقہ تحریکوں اور عرض پاکستان میں عورت کی آزادی کے نظریہ یا سوچ کے عام ہونے کی صورت میں ڈاکٹر صاحب نے اسلام میں عورت کی عظمت کو واضح کیا، نیز عورت کسی مرد کے ساتھ مساوات یا عدم مساوات کی ہمارے دین میں کیا کیفیات ہیں؟ صحیح صورت کیا ہے؟ وضاحت کرتے ہیں کہ دینی واخلاقی معاملات میں اسلام مرد وزن کی مساوات کو تسلیم کرتا ہے جبکہ عورت کے قانونی تشخص (وراثت وشہادت) میں مساوات کو تسلیم نہیں کرتا کو مدلل انداز میں بیان کیا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"قرآن وسنت کے اپنے حقیر مطالعے کی بنیاد پر پورے وثوق اعتماد اور دعوے سے عرض کروں گا کہ ستر وحجاب کے مکمل قوانین وضوابط قرآن وسنت نے مقرر کیئے ہیں۔ اس مسئلے سے متعلق احکام بڑی تفصیل سے دیئے ہیں، بہت واضح طور پر دیتے

ہیں۔ ان میں کوئی ابہام نہیں ہے اور پھر یہ کہ قرآن وحدیث نے عورت کا اصل مقام اس کا گھر قرار دیا ہے کہ جو شخص کسی درجے میں بھی کتاب وسنت سے تھوڑی واقفیت رکھتا ہو وہ میرے اس دعوے کو چیلنج نہیں کر سکتا۔"

اسی طرح ڈاکٹر صاحبؒ نے عورت کی حیثیتوں، مرد کی قوامیت کی اساس اور عورت کے اصل دائرہ کار کو قرآن وسنت سے بین انداز میں کئی جگہ پر بیان کیا،اس کے ساتھ اپنی تقاریر اور دیگر پلیٹ فارم کو بروئے کار لاتے ہوئے ستر وحجاب سے متعلق روشن خیال خواتین وحضرات کے نظریات وافکار کی تردید قرآن وسنت کی روشنی میں ایک ایک پہلو کی وضاحت کی ہے۔

بلاشبہ عورتوں کے اصل مقام، دائرہ کار اور ستر حجاب کے حوالے سے معاشرے میں رائج غلط نظریات کی تردید کرنے اور اس ضمن میں صحیح اسلامی تعلیمات فراہم کرنے میں ڈاکٹر صاحب یہ کتاب ایک بہترین رہبر کا کردار ادا کرتی ہے۔

اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب وقتاً فوقتاً تحریک پاکستان کے تاریخی پس نظر کو واضح کرتے ، وہیں "موجودہ پاک وہند مسلم معاشرے میں مذہبی فکر" کے جو مختلف حلقے پائے جاتے ہیں ان کے پس منظر کو واضح کرنے کی کوشش کرتے رہے اور اُن وجوہات کو بھی منصہ شہود پر لانے کی کوشش کی جس کی وجہ سے وہ ملک جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ اس میں اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود اسلامی نظام کے قیام کے سلسلے میں تاحال کوئی پیش رفت نہیں ہوگی۔ اس میں ڈاکٹر صاحبؒ شخصیوں، جماعتوں کے کردار کو واضح کیا ہے۔

خلاصہ:

1. ڈاکٹر صاحبؒ کا شمار کلمۂ حق ببانگ دہل کہنے والوں میں سرفہرست رہے گا۔ ڈاکٹر صاحبؒ قدامت پسندی اور جدیدیت کی اعلیٰ مثال تھے۔ تاریخ ہمیشہ ڈاکٹر صاحبؒ کو ایک متوازن شخصیت کے طور پر یاد رکھے گی
2. ڈاکٹر صاحبؒ کا شمار اُن شخصیات میں ہوتا ہے، جنہوں نے قرآنی علوم کی ترویج اور قرآن معارف کو عام کرنے میں اپنی زندگیاں صرف کردیں۔
3. عصری اعتبار سے تمام مسائل اور مشکلات کا حل ڈاکٹر صاحب کی تالیفات کی روشنی میں صرف یہ ہے کہ قرآن مجید سے اپنا رشتہ مضبوط کرلیا جائے۔
4. ایمان بالقین اور عمل صالح کو اپنی زندگی کا مقصد اور محور بنانا چاہیے۔
5. عصری بدامنی اور بے راہ روئی کا واحد حل قرآن کی تعلیم سے خود کو متصف کرنا اور سابقہ غلطیوں پر رب کائنات سے معافی اور توبہ کرنا اجتماعی اور انفرادی دونوں سطح پر۔
6. اغیار کے طریقہ پر چلنے کی بجائے نظام حکومت کو اسلامی ڈھانچے کے مطابق درست کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔
7. پاکستان کی حصول دین اسلام کو عملاً نافذ کرنے کے لیے تھا، اُس کے لیے علمی کاوشیں کرنا اور فی الفور دین اسلام کے نظام کو رائج کرنا اور تاخیر پر توبہ تائب ہونا۔
8. قرآنی نظریات اور معارف کو عام کرنا اور اس کے لیے جدید ذرائع کو بروئے کار لانا۔ اسی مقصد کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کرنا۔
9. قرآنی دعوت و تبلیغ کو اپنی زندگی کا مقصد حقیقی سمجھنا اور جو کچھ سیکھا اُسے فی الفور پھیلانے کے لیے عملی جستجو کرنا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1. احمد، ڈاکٹر اسرار، ۱۹۶۷، تحریک جماعت اسلامی ۔۔ایک تحقیقی مطالعہ، انجمن خدام القرآن، لاہور، 1967ء، ص:۱۲۰
2. احمد، ڈاکٹر اسرار، جماعت شیخ الہند اور تنظیم اسلامی، انجمن خدام القرآن، لاہور، 1987ء، ص24
3. احمد، ڈاکٹر اسرار، فہرست مطبوعات، انجمن خدام القرآن، لاہور، 2014ء، ص2تا24
4. احمد، ڈاکٹر اسرار، عزم تنظیم، انجمن خدام القرآن، لاہور، 1991ء، ص11
5. احمد، ڈاکٹر اسرار، دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر، انجمن خدام القرآن، لاہور، 1990ء، ص6
6. احمد، ڈاکٹر اسرار، جماعت شیخ الہند اور تنظیم اسلامی، انجمن خدام القرآن، لاہور، 1987ء، ص24
7. احمد، ڈاکٹر اسرار، جماعت شیخ الہند اور تنظیم اسلامی، ص186تا188
8. بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، ن م، 1422ھ، 192/6، رقم الحدیث: 5027، باب خیر کم من تعلم القرآن
9. مفتی اعظم، محمد شفیع، مولانا، وحدت امت، انجمن خدام القرآن، لاہور، 2008ء، ص38
10. احمد، ڈاکٹر اسرار، دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر، ص118
11. Butt, Sadaf. "HUSSAIN: A SYMBOL OF RESISTANCE TO AUTHORITARIANISM: A REVIVAL OF ISLAM IN THE LIGHT OF IQBAL'S POETRY." "*Journal of Academic Research for Humanities*" 2, no. 3 (2022): 9-16.
12. احمد، ڈاکٹر اسرار، دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر، ص127تا128
13. احمد، ڈاکٹر اسرار، مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق، انجمن خدام القرآن، لاہور، 1990ء، ص1
14. احمد، ڈاکٹر اسرار، حزب اللہ کے اوصاف، انجمن خدام القرآن، لاہور، 1987ء، ص15
15. احمد، ڈاکٹر اسرار، مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق، 1990ء، ص18
16. Jaffar, Saad, and Muhammad Ayaz. "علم الناسخ والمنسوخ کا قرآنی تصور: ایک تحقیقی جائزہ: The Qur'anic concept of Al-Nāsikh wal-Mansūkh: A research review." *International Research Journal of Arabic and Islamic Studies* 2, no. 1 (2022): 47-61.
17. احمد، ڈاکٹر اسرار، دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر، ص65
18. احمد، ڈاکٹر اسرار، مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق، 1990ء، ص70
19. الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، ابو محمد، سنن الدارمی، دار المغنی للنشر والتوزیع، المملکہ العربیہ السعودیۃ، 2000ء، 455/1، رقم الحدیث: 559

20. احمد، ڈاکٹر اسرار، اسلام کی نشاۃ ثانیہ---کرنے کا اصل کام، انجمن خدام القرآن، لاہور، 1990ء، ص135
21. احمد، ڈاکٹر اسرار، توبہ کی عظمت اور اس کی تاثیر، انجمن خدام القرآن، لاہور، 2010ء، ص35
22. احمد، ڈاکٹر اسرار، توبہ کی عظمت اور اس کی تاثیر، ص41
23. احمد، ڈاکٹر اسرار، راہ نجات: سورۃ العصر کی روشنی میں، انجمن خدام القرآن، لاہور، 2008ء، سولہ ایڈیشن، ص15
24. احمد، ڈاکٹر اسرار، اسلام میں عورت کا مقام، انجمن خدام القرآن، لاہور، 1982ء، ص57-58